رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن	عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا	دین کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط وکتابت بنام مینیجر ہو

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح۔ اخبار احمدیہ ص۱
جماعت احمدیہ کا سالانہ اجتماع ص۲
جبر کی تعلیم اسلام میں ہے یا وید کے دھرم میں ایڈیٹر صاحب سیاست نے کیا کہا ص۳
خطبہ جمعہ (کامیابی خدا پر توکل رکھنے والوں کے لئے ہے) ص۵
الحیٰوۃ الدنیا والحیٰوۃ الآخرۃ ص۹
اشتہارات ص۱۰
ہندوستان کی خبریں ص۱۱
ممالک غیر " ص۱۲

ایڈیٹر: غلام نبی ✻ اسسٹنٹ: مہر محمد خان

نمبر ۴۳	مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۲۰ء		مطابق ۱۴ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ	جلد ۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔
حضرت خلیفۃ المسیح نے ترک سوالات کے متعلق جو مضمون رقم فرمایا ہے۔ وہ چھپنے کے لئے لاہور بھیجا گیا ہے۔ اُمید ہے کہ عنقریب شائع ہو جائیگا۔
سالانہ جلسہ کی تیاری شروع ہے۔ لیکن جناب منتظم صاحب جلسہ کی اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ روپیہ کی سخت قلت ہے۔ اس کے متعلق مفصل اپیل آئندہ شائع ہوگی۔ فی الحال بطور اطلاع لکھا جاتا ہے۔ کہ احباب بہت جلدی اخراجات جلسہ پورا کرنے کی طرف توجہ کریں۔

سالانہ جلسہ کی تاریخیں ۲۶ تا ۲۹ دسمبر ۱۹۲۰ء مقرر ہوئی ہیں

اخبار احمدیہ

مفتی صاحب کے رسالہ کیلئے امداد

(۱) جو رسالہ بغرض اشاعت اسلام حضرت مفتی صاحب امریکہ سے جاری کرنا چاہتے ہیں۔ بندہ بھی بفضل الرحمٰن مبلغ پانچ روپے ماہوار اسمیں چندہ دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ خدا کرے اس رسالہ کے لئے جلدی خرچ بہم پہنچ جائے۔ اور رسالہ بہت جلد شائع ہونے لگ جائے۔
خاکسار عنایت اللہ ریٹائرڈ ہیڈ کلرک بنک زمیندار ہ بہلول پور

(۲) رسالہ انگریزی جو حضرت مفتی محمد صادق صاحب امریکہ سے جاری فرمائینگے۔ عاجز سالانہ ایک ڈالر ادائگی کا وعدہ کرتا ہے۔ جو وقت جاری ہوگا۔ ڈالر اشارہ پر ارسال خدمت کر دیا جائیگا۔ انشاء اللہ۔ محمد علی احمدی۔ ڈیرہ غازیخان

(۳) حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی تحریک پر اجرائے احمدی رسالہ از امریکہ کی امداد کے لئے جملہ ملازمان لنگر خانہ و مہمان خانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عـہ روپیہ سالانہ دینا چاہتے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ماہ نومبر ۱۹۲۰ء کی تنخواہ سے دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ میں عـہ ماہوار ادا کرتے رہینگے۔ اطلاعاً گذارش ہے والسلام۔ خاکسار محمد دین عفا اللہ عنہ۔ محرر لنگر خانہ قادیان

ایک آنریری مجسٹریٹ کی بیعت۔

خان صاحب چودھری محمد خان صاحب ذیلدار آنریری مجسٹریٹ گجرات ضلع گجرات میں اول درجہ کے درباری کرسی نشین اور بارسوخ باعزت زمیندار خان صاحب چودھری فضل علی صاحب آنریری مجسٹریٹ درجہ اول و پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی گجرات کے برادر حقیقی ہیں۔ آپنے احمدیوں کو اپنی مسجد نماز کے لئے پہلے سے دی ہوئی

ہے۔ آپ صدق دل سے آپ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اور حسب ذیل عریضہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں لکھتے ہیں:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ میں صدق دل سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لایا ہوں اور ان کے تمام دعاوی کو مان کر ان کے سلسلہ حقہ میں داخل ہو گیا ہوں۔ جملہ شرائط بیعت کا پابند ہو کر عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ میری بیعت منظور فرمائیں۔ اور میری دینی اور دنیوی بہتری کے لئے دعا فرمائیں۔ اور خاص طور پر یہ دعا فرمائیں کہ خدا مجھے نیک اعمال کی توفیق بخشے۔ اور بد راہوں سے بچا کر استقامت بخشے۔ اور میرا وجود جماعت کے لئے مفید بنائے۔

خاکسار محمد خان آنریری مجسٹریٹ گجرات پنجاب۔

حضرت مفتی صاحب کا نیا پتہ

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو شکاگو میں متعصب عیسائیوں کی رکاوٹ کے سبب سے موزون مکان کے ملنے میں بہت دقت رہی۔ اب ان کا پتہ یہ ہے:۔

4334 Ellis Avenue
Chicago Ill.
U. S. America

پتہ درکار ہے

کوئی صاحب چودہری غلام قادر صاحب بی۔ ایس۔ سی (لائل پور، زراعتی کالج) جو ولایت روانہ ہو چکے ہیں۔ کے متعلق بتا سکتے ہیں۔ کہ ان سے خط و کتابت کس پتہ پر کی جا سکتی ہے۔

محمد اسلم۔ ۲۶۳۔ سید محمود کورٹ۔ مدرسۃ العلوم علی گڈھ

جماعت احمدیہ پٹیالہ کے ریزولیوشن قادیان میں کالج کی ضرورت

۳۱۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء کو بموجودگی جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب و ممبران جماعت احمدیہ مسجد احمدیہ ڈہک بازار میں اجلاس منعقد کیا گیا۔ جس میں حسب ذیل تجاویز منجانب شیخ محمد افضل صاحب سکرٹری جماعت پٹیالہ پیش ہو کر پاس ہوئیں۔ اور منظوری کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ارسال کر کے عرض کی گئی۔ کہ حضور والا اس کے متعلق اگر مناسب خیال فرمائیں تو دیگر انجمنوں میں اس کے متعلق تحریک فرمائیں۔ انجمن جماعت پٹیالہ حسب استعداد فراخدلی سے اسمیں چندہ دینے کے لئے تیار ہے۔

(۱) جماعت کے تمام احباب اپنے اپنے بچوں کو قادیان میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے روانہ کرنے کی کوشش کریں۔

(۲) چونکہ قادیان میں انٹرنس تک تعلیم ہے۔ لوگ بی اے تک تعلیم پانے کے خواہش مند ہوتے ہیں یا جو لوگ اپنے بچوں کو بی اے تک یا ایم اے تک تعلیم دلانا چاہتے ہیں اسلئے وہ طلباء دیگر مدرسوں میں تعلیم کے لئے داخل ہوتے ہیں چونکہ بعض کمزور طبع بچوں پر دیگر مدرسوں کا داخلہ زہریلا اثر کرتا ہے۔ اسلئے ایم اے تک کی تعلیم کا سلسلہ قادیان میں اگر قائم ہو جائے تو نہایت موزون ہے۔

محمد حسین احمدی۔ اسسٹنٹ سکرٹری۔ پٹیالہ

راوتیانی میں تبلیغ

۱۸۔ نومبر کو حافظ غلام رسول صاحب یہاں آئے۔ اور آپ نے یہاں کے لوگوں میں جو عموماً دین سے ناواقف ہیں۔ کئی وعظ فرمائے۔ دیہہ ۲۴۳ میں آپ کا جو وعظ ہوا۔ وہ خدا کے فضل سے بہت زیادہ موثر ہوا۔ عورتوں نے بھی پردہ میں بیٹھ کر وعظ سنا۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو سمجھنے کی توفیق دے۔

محمد اکبر زمیندار دیہہ ۲۴۳ پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ راوتیانی

شکر گڈھ میں تبلیغ

شیخ چراغ دین صاحب منشی فاضل ایک ماہ سے اس تحصیل میں تبلیغ میں مصروف رہے ہیں۔ موضع دودو میں عاجز کی بیوی اور بہو نے بیعت کی۔ شرف الدین عمدۃ الحکماء

ایک اخبار کے شوقین کے لئے موقع

اگر کوئی صاحب حلفیہ اقرار کریں کہ وہ اخبار الفضل کے ذریعہ سلسلہ کی تبلیغ کرتے رہینگے اور بذریعہ مقامی سکرٹری یا دیگر عہدہ دار اپنی درخواست حضرت خلیفہ ثانی کے پاس بھجوا دیں۔ تو حضرت کی پسندیدگی پر میں اخبار کی قیمت ادا کر کے ان کے نام اخبار جاری کرا دونگا

خاکسار فضل احمد۔ ہیڈ کلرک علاقہ کیمل کور۔ راولپنڈی

(ایڈیٹر) مکرم بابو فضل احمد صاحب حال ہی میں ایک اخبار کی قیمت ارسال فرما کر ایک غریب بھائی کے نام اخبار جاری کرا چکے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

انجمن احمدیہ بنوں کی طرف سے اطلاع

چونکہ اس جگہ بفضل خدا مقامی انجمن قائم ہو گئی ہے۔ لہذا جو صاحب بسلسلہ ملازمت وغیرہ خاص بنوں میں تشریف لائیں۔ وہ عاجز راقم کے مکان "کوچہ منصف محمد بخش صاحب" پر قدم رنجہ فرما کر ممنون فرمائیں۔ اور وہ صاحب جو علاقہ ضلع بنوں میں تشریف فرما ہوں۔ وہ اپنی آمد سے بذریعہ خط مطلع فرمائیں۔ والسلام

خاکسار شیخ الہٰی بخش احمدی سب انسپکٹر آبکاری بنوں۔

دعائے صحت کی درخواست

میں اپنی محترمہ بہنوں اور معظم بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتی ہوں۔ کہ اس ناچیز خادمہ کو عرصہ تین چار ماہ سے بخار رہے دلی توجہ سے دعا فرمائی جائے۔ کہ محض اپنے فضل و رحم سے اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عطا فرمائے تاکہ یہ ناچیز جلسہ پر اپنی بہنوں کی خدمت کے قابل ہو سکے۔ اس لمبی علالت کی وجہ سے کئی عزیز بہنوں کے خطوط کے جواب نہیں لکھ سکی۔ معذور سمجھ کر معاف فرمایا جاوے۔

احمدیت کی ناچیز خادمہ ۔ سکینۃ النساء از قادیان دارالامان

اعلان نکاح

میاں ولایت حسین صاحب ولد سردار خان صاحب کا نکاح امۃ العزیز بنت سید امیر حسن صاحب سے مبلغ پانصد روپیہ پر پڑھا گیا۔ (فضل حسین)

درخواست دعا

میرے افسروں نے میری ترقی امتحان پر منحصر رکھی ہے جو عنقریب ہوگا اسلئے درخواست دعا ہے۔ (احمد الدین از لاہور)

میرے والد جناب شیخ حاجی محمد حنیف ایک ماہ سے بیمار ہیں احباب درد دل سے ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں (شیخ عبد الحمید دیرہ غازیخان)

میری بیوی عموماً بیمار رہتی ہے۔ اس کے لئے دعاء خاص کی ضرورت ہے (ملک عبد العزیز) مولوی علی احمد صاحب ساکن بھاگلپوری علیل ہیں احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کیلئے دعا فرمائیں (محمد حنیف متعلم بی اے کلاس۔ مونگھیر) لوگ میرے مخالف ہیں۔ دعا کی ضرورت ہے۔ (سید محمد چک ۲۴۳)

عاجز ایک سخت ابتلاء میں ہے۔ احباب خاص توجہ سے دعا فرمائیں۔ (الٰہی بخش احمدی سب انسپکٹر آبکاری بنوں)

بھائی محمد حسین صاحب جو نیردبی میں ایک کمپنی کے ملازم ہیں انکو ذیابیطس کا عارضہ ہے۔ دعا کی جائے (اکبر علیخان ٹھیکیدار از دلبقہ)

الفضل (بسم اللہ الرحمن الرحیم)

قادیان دار الامان - ۶ - دسمبر ۱۹۲۰ء

جماعت احمدیہ کا سالانہ اجتماع

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ دن قریب آ رہے ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ سنت کے مطابق اس "ارض حرم" میں "ہجوم خلق" کا نظارہ دیکھنے میں آئے گا جس سے اس زمانہ میں نور اور ہدایت کا چشمہ جاری ہو کر تشنگان سعادت کی شیریں کامی کا باعث ہوا۔

جس موقع اور جس وقت میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قادیان کی بستی میں مبعوث فرمایا۔ وہ اپنی تاریکی اور ظلمت کے لحاظ سے اس امر کا متقاضی تھا کہ خدا تعالیٰ اپنی مخلوق کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے انتظام فرمائے۔ چنانچہ اس نے فرمایا لیکن اب وہ تیرہ و تار وقت گذر نہیں گیا۔ بلکہ پہلے کی نسبت زیادہ زور کے ساتھ ظاہر ہو رہا ہے۔ پہلے ہر طبقہ اور ہر فرقہ کے لوگ اپنی اپنی حالت میں مگن اور سرشار تھے۔ لیکن اب چونکہ وہ خواب غفلت سے بیدار ہو رہے ہیں۔ اور اپنی پہلی حالت کو بدل کر نئے میدان میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس لئے ان میں بڑی ہل چل پائی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے ان کو سیدھے راہ کی طرف لانے اور صحیح طور پر ان کی راہ نمائی کرنے کی بہت زیادہ ضرورت درپیش ہے۔

اس بات سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ اس وقت دنیا کے ہر ایک طبقہ میں خواہ وہ مذہبی ہے یا سیاسی۔ بے چینی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اور خاص کر مسلمانوں کی حالت نہایت ہی افسوسناک ہو رہی ہے چونکہ ان پر ظاہر ہو گیا ہے۔ کہ ان کا ہر قدم تنزل کی طرف جا رہا ہے۔ اور دنیا کا ہر انقلاب ان کے لئے ذلت اور ادبار کے سامان پیدا کر رہا ہے۔ ان پر ثابت ہو گیا ہے۔ کہ اگر انہوں نے اپنی موجودہ حالت کو بدل نہ دیا۔ تو ان کی ہستی کا قائم رہنا ناممکن اور محال ہے۔ اور ان کو معلوم ہو گیا ہے۔ کہ اب بھی اگر وہ پہلے کی طرح ہی غافل رہے۔ تو وہ وقت دور نہیں۔ جبکہ ان کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ اسلئے وہ جدوجہد اور تگ و دو کے میدان میں اتر آئے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انہیں بڑے زور کے ساتھ اس بات کا بھی احساس ہو رہا ہے۔ کہ جب تک وہ ایک واجب الاطاعت امام کے ساتھ وابستہ نہ ہونگے۔ اور جب تک ان کا نظام عمل ایک امام کے ماتحت نہ ہو گا۔ اسوقت تک ان کو کسی قسم کی کامیابی حاصل نہ ہو سکیگی۔ چنانچہ وہ نہایت حسرت اور افسوس کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان کی جدوجہد کے نتیجہ خیز نہ ہونے اور منزل مقصود کی طرف نہ جانے کی وجہ یہی ہے۔ کہ بدقسمتی سے کسی واجب الاطاعت امام کے ماتحت نہیں ہیں۔ اور یہ بالکل درست اور صحیح ہے۔

اس بات کو مدنظر رکھ کر جب ہم اپنی جماعت کو دیکھتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کا کسقدر فضل نظر آتا ہے۔ کہ وہ نعمت جس سے تمام دنیا کے مسلمان محروم ہیں۔ اور جس کی محرومی کو وہ بڑے رنج اور افسوس کے ساتھ محسوس کر رہے ہیں۔ وہ جماعت احمدیہ کو میسر ہے۔ اور تمام روئے زمین پر صرف ہماری جماعت کو ہی میسر ہے۔ ہم ایک امام واجب الاطاعت رکھتے ہیں۔ ہمیں خدا نے اپنے کرم سے ایک ایسے وجود کی راہ نمائی سے مستفیض ہونے کا فخر بخشا ہے۔ جسے اس نے خود کھڑا کیا ہے اور جو ہماری بہتری اور بہبودی کے لئے ہر وقت مصروف اور مشغول رہتا ہے۔ اور اپنی ہدایات سے ہماری راہ نمائی کر رہا ہے۔

خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ اس قدر بڑی نعمت عطا کر رکھی ہے کہ جس کے لئے ہم جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔ پس اس بے بہا نعمت کی قدر کرنا ہمارے لئے نہایت ہی ضروری ہے اور وہ اسی طرح ہو سکتی ہے۔ کہ ہم اس پاک وجود کے انفاس قدسیہ سے بہرہ اندوز ہوں۔ اور ان کو اپنے قلب پر نقش کر کے نہ صرف اپنے عقائد اور اعمال کو ان کے مطابق بنائیں بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی ان سے مستفیض کریں۔

اگرچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے ارشادات اور ہدایات سارے سال تحریروں کے ذریعہ احباب تک پہنچتے رہتے ہیں۔ اور وہ ان سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن سالانہ اجتماع ایک ایسا بہترین موقع ہے۔ جبکہ احباب براہ راست حضور کے ارشادات کو سنتے ہیں۔ اور اس بات کے بیان کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے کہ براہ راست سننے اور بذریعہ تحریروں کے پڑھنے میں جسقدر فرق ہے۔ وہ معمولی نہیں ہے۔ علاوہ بریں سالانہ موقع پر ایسے معاملات کے متعلق ہدایات ارشاد فرمائی جاتی ہیں۔ جو کیا بلحاظ اپنی اہمیت اور کیا بلحاظ وسعت ساری جماعت پر حاوی ہوتے ہیں۔

پس ہم سالانہ اجتماع کے دوسرے بیشمار فوائد کے متعلق یہ سمجھتے ہوئے کہ احباب ان سے خوب اچھی طرح آگاہ ہیں۔ فی الحال اسی ایک امر کو پیش کرتے ہیں۔ اور اسپر اسوقت خاص زور اسلئے دیتے ہیں کہ ہمارے گردوپیش ایسے حالات پیدا ہو چکے ہیں۔ جن کے باعث ملک میں عام بے چینی اور گھبراہٹ پھیلی ہوئی ہے۔ اور چونکہ ہم بھی اسی ملک میں رہتے ہیں۔ اسلئے ہم تک ان حالات کے اثرات کا پہنچنا بھی ناگزیر ہے۔ پس ان اثرات کے مضر اور نقصان رساں پہلو سے بچنے اور مفید پہلو سے فائدہ اٹھانے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ ہماری جماعت کے لوگ کثرت کے ساتھ مرکز سلسلہ میں جمع ہو کر ہدایات حاصل کریں۔ اور پھر ان پر کاربند ہو کر اپنے اہل ملک کو فائدہ پہنچائیں۔

اسوقت لوگوں کی جو حالت ہو رہی ہے۔ اور خاص کر مسلمان ہجوم مصائب کی وجہ سے پریشان ہو کر جو کچھ کر رہے ہیں۔ اس کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ اس سے نازک وقت ان پر کبھی نہیں آیا۔ اور اسوقت ان کی امداد کی جس قدر ضرورت ہے اتنی پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ انہوں نے اپنی کامیابی کی کوئی صورت نہ پا کر اپنے خاص مذہبی اور دینی معاملات میں ایسے لوگوں کی پیروی اختیار کر لی ہے۔ جو بلحاظ مذہب کے ان لوگوں سے بھی زیادہ دور ہیں۔ جن سے مسلمانوں کو وجہ شکایت پیدا ہوئی ہے۔ اور ان کے عالم کہہ رہے ہیں کہ ہمیں بچون و چرا گویا آنکھیں بند کر کے ہر ایک ایسی بات ان کی

چاہیئے۔ جوان راہ نماؤں کے مُنہ سے نکلے۔ ایسے نازک وقت میں کیا اس جماعت کے ہرایک فرد کا جو اسلام کی حفاظت اور اشاعت کے لئے کھڑی کی گئی ہے۔ یہ فرض نہیں ہے کہ مُسلمان کہلانیوالوں کو گرداب ہلاکت سے بچانے کے لئے اپنی تمام کوشش اور سعی صرف کر دے۔

لیکن ہمیں کامیابی اسوقت تک ممکن نہیں۔ جب تک ہم اپنے امام کی ہدایات اور ارشادات پر پُورے پورے کاربند ہوں۔ اور ان برکات اور انوار سے حصہ نہ لیں جو سالانہ اجتماع کے موقع پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتے ہیں۔

سالانہ جلسہ پر جہاں ہماری جماعت کو اس کی گذشتہ کارگذاری سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ وہاں اسے یہ بھی بتایا جاتا ہے۔ کہ آیندہ اسے کیا کرنا ہے۔ اور کس طرح کرنا ہے۔ اور اب چونکہ خاص حالات اور واقعات کی وجہ سے ہمارے فرائض اور کاموں میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ اس لئے اب ہمیں اپنے آیندہ طرز عمل اور جدو جہد کے متعلق ہدایات حاصل کرنے کے لئے ضرور اپنے مرکزی اجتماع میں شامل ہونا چاہیئے۔

پس ہماری جماعت کے ہر ایک اس شخص کو جو اشاعت احمدیت اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اور کوئی شخص حقیقی معنوں میں اسوقت تک احمدی کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ جب تک احمدیت کی اشاعت کرنا اپنا فرض نہ سمجھے۔ اس کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ سالانہ جلسہ میں شمولیت حاصل کرے۔ اور سوائے ایسے ناگزیر حالات کے جن کے باعث سفر کرنے سے وہ بالکل معذور ہو۔ ہرگز اسموقع کو ہاتھ سے نہ دے۔

اگرچہ سالانہ جلسہ کے انعقاد میں کئی دن باقی ہیں لیکن ہم نے اس خیال سے کہ احباب ابھی سے آنے کی تیاری آسانی کے ساتھ شروع کر دیں۔ اس قدر عرصہ قبل تحریک کرنا ضروری سمجھا ہے۔ اب کسی کو یہ عذر نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ اسے تیاری کرنے کا موقع نہیں ملا۔ دنیا کے کام نہ کبھی ختم ہوئے۔ اور نہ جیتے جی ختم ہو سکتے ہیں۔ اسلئے دینی فوائد حاصل کرنے میں اگر وہ حائل ہوں تو انہیں بڑی خوشی سے دوسرے وقت پر اٹھا رکھنا چاہیئے۔ خدا تعالےٰ ہمارے بھائیوں کو اس بات کی توفیق دے۔

جبر کی تعلیم اسلام میں ہے یا ویدک دھرم میں؟

لکھنؤ میں "خنجر" کے نام سے ایک آریہ اخبار نے حال میں جنم لیا ہے۔ اور اپنے نام کی مناسبت اور اپنے مشن کی تعلیم کے مطابق شروع سے ہی چھیڑ خانی کو اپنا طغرائے امتیاز قرار دے لیا ہے۔

وہ طرز عمل جسے تلخ تجربہ کے بعد ساؤاگرہ جیسا اخبار چھوڑ چکا ہے۔ "خنجر" کا اختیار کرنا امید ہے۔ اس پر بہت جلد واضح کر دیگا کہ آزمودہ را آزمودن جہل است۔

ہمنے مسٹر گاندھی کی اس غلط فہمی کے متعلق کہ اسلام میں دوسروں کو مسلمان بنانے کے لئے تلوار کا استعمال جائز ہے جو مضمون لکھا تھا۔ اس کا ذکر کرتا ہوا "خنجر" لکھتا ہے:۔

"یہ جیخ دپکار اس اعتراض کا دفعیہ نہیں کر سکتی۔ جبکہ تمام اسلامی علمار اہلسنت اس بات کے قائل و مقر ہیں"

ہم نہیں جانتے ہیں وہ کونسے اسلامی علما ہیں۔ جو اس بات کے قائل ہیں۔ کہ اسلام تلوار کے ذریعہ لوگوں کو مسلمان بنانے کا حکم دیتا ہے۔ اسلام کی صریح تعلیم کے خلاف یہ خیال رکھ کر کوئی مُسلمان ہی نہیں کہلا سکتا ہے۔ چہ جائیکہ اسے "اسلامی علمار" کی فہرست میں داخل سمجھا جائے

"خنجر" نے قرآن کریم کی چند آیات نقل کی ہیں۔ لیکن ان کا ترجمہ بھی نہیں دیا۔ چہ جائیکہ ان سے کچھ استدلال کرتا۔

اسکے متعلق ہم اسے بتانا چاہتے ہیں کہ ان آیات میں ان کفار اور منافقین سے مقابلہ کرنے کا ارشاد ہے۔ جو مسلمانوں کے دشمن تھے۔ اور انہیں طرح طرح سے دُکھ اور تکالیف پہنچاتے تھے۔ ورنہ مذہب کے متعلق اسلام کی یہی تعلیم ہے۔ کہ لا اکراہ فی الدین۔ دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں۔

یہ اُصولی جواب دینے کے بعد ہم ذیل میں وید مقدس کے چند منتروں کا ترجمہ پیش کر کے ایڈیٹر صاحب خنجر سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا جس مذہب کی یہ تعلیم ہو اس کے پیرو کو دوسروں پر اعتراض کرنے کا کیا حق ہے؟

"اے پُرش اُتم! ... ... لاتعداد کاروبار کرنے والے بہادر جوانمردو! تم لوگ بھی سب روگ اور دھرم (مذہب) کے مخالف دُشٹ دشمنوں کے نیست و نابود کرنیوالے ہو کر اس دنیا کی حفاظت کرنیوالے ہو جیئے۔ الخ"

(تفسیر سوامی دیانند۔ رگ وید جلد اول صفحہ ۷۷)

(۲) "اے سزا دینے والے راج پُرش! دھرم کے مخالف دشمنوں کو ہمیشہ جلائیے ... ... اور جو ہمارے دشمن کا حوصلہ بڑھاتا ہو اس کو بھی وشامیں کر کے (اُلٹا لٹکا کر) سُوکھی لکڑی کی طرح جلائیے"

(تفسیر سوامی دیانند۔ یجروید جلد اول صفحہ ۲۴۴)

(۳) "یہ سالار روگ۔ جیسے لوہے کے گھن سے لوہے اور پتھر وغیرہ کو توڑتے ہیں۔ ویسے ہی بیدین خبیث دشمنوں کے اعضار کو پاش پاش (چھین بھین) کر کے دنرات دھرماتما پُرشوں (پرجاؤں) کی پرورش کے لئے مستعد ہوں الخ"

(بھاؤ ارتھ۔ تفسیر سوامی دیانند۔ رگوید جلد اول صفحہ ۴۹۹)

مندرجہ بالا حوالجات اپنا مطلب نہایت صفائی کے ساتھ ظاہر کر رہے ہیں۔ فی الحال ہم انہیں پر اکتفا کرتے ہیں۔ ان کے متعلق معقول جواب ملنے پر اور پیش کئے جاسکتے ہیں۔

ایڈیٹر صاحب سیاست نے کیا کہا

۲۲ نومبر کے الفضل میں "زمیندار" کے وہ الفاظ درج کئے گئے تھے۔ جو ایڈیٹر صاحب سیاست کے متعلق تھے۔ اور جنمیں کہا گیا تھا۔ کہ اگر میں کوئی اور مذہب اختیار کروں۔ تو عیسائیوں کا مذہب اختیار نہ کروں گا۔ بلکہ سکھوں کا مذہب اختیار کروں گا۔ تاکہ سکھ بھائیوں میں شامل ہو کر میں کرپان اور کلہاڑی تو رکھ سکوں۔

ان کے متعلق ایڈیٹر صاحب سیاست اپنے ایک رجسٹرڈ عنایت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ میں نے یہ الفاظ ہرگز نہیں کہے انکی تردید کر دیجئے۔ یہ غلط ہیں۔ جھوٹ ہیں۔ اور ان کا تحریر کنندہ مفتری و کاذب ہے۔

اور اصل الفاظ حسب ذیل لکھتے ہیں:۔

"اسلام میرا مذہب ہے۔ میں اس کا شیدا ہوں۔ میری دعا ہے اور آپ (حاضرین جلسہ) دعا کریں کہ میرا حشر مسلمانوں کے ساتھ ہو۔ اور مجھے بروز محشر شافع محشر کے جھنڈے کے تلے کھڑے ہونے کا شرف حاصل ہو۔ لیکن میں باوجود اسکے بہ بانگ دہل کہتا ہوں۔ کہ اگر سیاست کے باعث تبدیل مذہب کی اجازت ہوتی۔ تو میں اسلام کے بعد دوسرے مذاہب پر سکھ مذہب کو ترجیح دیتا کہ سکھوں کو کرپان

خطبہ جمعہ

کامیابی خدا پر توکل رکھنے والوں کیلئے ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ

فرمودہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۰ء

سُورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آیت اذ یقول المنافقون والذین فی قلوبہم مرض غرّ ھٰؤلاء دینہم ومن یتوکل علی اللہ فان اللہ عزیز حکیم (۸ - ۵۱) پڑھ کر فرمایا:۔

ضمیر کی ملامت برداشت نہیں ہو سکتی

انسان کی عادت ہے۔ کہ جب کبھی وہ کسی نیکی کے اختیار کرنے سے باز رہتا اور کسی مفید بات کو رد کرتا ہے۔ تو اس کی ضمیر اس کو ملامت کرتی ہے۔ اور وہ ملامت باقی تمام تکالیف سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ انسان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے۔ مگر نفس کی ملامت کو برداشت نہیں کر سکتا۔ جب نفس ملامت شروع کرتا ہے۔ تو انسان عذرات تلاش کرتا ہے۔ وہ عذرات لوگوں کے لئے نہیں ہوتے۔ نہ ان عذرات سے لوگوں کو خاموش کرنا چاہتا ہے۔ نہ خوش کرنا چاہتا ہے۔ بلکہ وہ محض اپنے نفس کو خوش کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ دوسروں کے لئے بھی ہوتے ہیں۔ کیونکہ انسان بالطبع چاہتا ہے کہ لوگ اس کی مذمت نہ کریں۔ بلکہ تعریف کریں مگر بہت بڑی زد جو خود انسان کے اپنے نفس کی ہوتی ہے اس سے بچنے کے لئے عذرات گھڑتا ہے۔ اور جان بچانا چاہتا ہے۔

اسلام کی مخالفت

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسی قسم کے واقعہ کا ذکر فرمایا ہے۔ فرماتا ہے۔ اذ یقول المنٰفقون والذین فی قلوبہم مرض غرّ ھٰؤلاء دینہم۔ اسلام قبول کرنا معمولی بات نہ تھی۔ بلکہ ایک پہاڑ سر پر اُٹھانا تھا۔ اسوقت ساری دُنیا کے عناد اور تمام مذاہب کی عداوت اسلام کے خلاف بھڑکی ہوئی تھی۔ تا کہ اسلام کو مٹا دیں۔ اور وہ ایسا کرنے پر مجبور تھے۔ کیونکہ وہ دیکھتے تھے۔ کہ اسلام کے باقی رہنے میں ان کی ہلاکت ہے اسوقت یہودیت عیسائیت سے نہ ڈرتی تھی۔ زرتشتی مذہب یہودیت اور عیسائیت سے نہ ڈرتا تھا۔ ان کے ڈرنے کے لئے صرف ایک اسلام ہی تھا۔ اور اسی کے خلاف وہ سب کوشش کرتے تھے۔ کبھی یہ نہ دیکھو گے کہ بکری بھیڑ سے ڈرے۔ حتیٰ کہ بیل گائے سے بھی نہیں ڈریگی۔ اتنا ہو گا۔ کہ اگر کوئی مارنیوالا بیل ہو گا۔ تو اس سے ذرا پیچھے ہٹ جائیگی۔ مگر جب شیر آئیگا۔ تو بکری اور تمام وہ جانور جو اس کی غذا ہیں۔ بھاگ جائینگے یہی حالت اسلام اور دیگر مذاہب کی تھی۔ جب اسلام آیا تو دیگر مذاہب نے محسوس کیا کہ ہم اسکے سامنے زندہ نہیں رہ سکتے۔ یا اسکو مٹا دینگے یا خود مٹ جائینگے۔

دشمن مسلمانوں کو مٹا کر اسلام کو مٹانا چاہتے تھے

صداقت جب صادقوں کے ہاتھ میں ہو۔ تو مٹ نہیں سکتی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو تعلیم لائے۔ وہ اب بھی موجود ہے۔ مگر رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے کیونکہ انسان کے لئے موت ہے۔ پس جب لوگ اسلام کو قبول کرتے تھے۔ تو تمام لوگ ان کے دشمن ہو جاتے تھے وہ دیکھتے تھے۔ کہ مسائل کا تو مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ توحید کے مقابلہ میں شرک کہاں ٹھہر سکتا ہے۔ اخلاق و تمدن کے مسائل میں اسلام کا کہاں مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اسلئے اسلام کو مٹانے کے لئے ان کے پاس ایک ہی چیز تھی کہ مسلمان کہلانے والوں کو مٹا دیں۔ کیونکہ صداقت اپنی ذات میں اکیلی قائم نہیں رہا کرتی۔ بلکہ صادقوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ تب قائم رہتی ہے۔ خالی تلوار کچھ نہیں کر سکتی۔ جب تک کہ اچھے سوار کے ہاتھ میں نہ ہو۔ اسی طرح صداقت کا مٹانا یہی تھا کہ صادقوں کو مٹا دیا جائے اسلئے انہوں نے اپنی تمام طاقتوں کو جمع کیا۔ اور اسلام کے مٹانے کے درپے ہو گئے۔ اسوقت اسلام کی مثال اس پودہ کی سی تھی۔ جو ابھی بہت ابتدائی حالت میں ہو اور تنومند جانور اس کو گرانے کے درپے ہوں۔ ایسے وقت میں اسلام میں شامل ہونا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ لوگ اسلام کے نام تک کے دشمن تھے۔ اسلئے جو شخص بھی مُسلمان ہوتا تھا۔ قبل اس کے کہ وہ اپنی حالت کو اسلام کے سانچے میں ڈھال لیتا۔ اس کا محض مسلمان کہلانا ہی تمام عداوتوں کو اپنے گرد و پیش جمع کر لیتا تھا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جو اسلام کی شب و روز خدمت میں رہتے تھے ان سے لوگ کس قدر عداوت کرتے ہونگے۔

مومنین کے رویہ پر مخالفین کے اعتراض

پس اسوقت اسلام قبول کرنا تلوار کے نیچے اپنی گردن کو دھر دینا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ وہ نادان جن کو خدا کی قدرتوں اور طاقتوں پر یقین نہ تھا ایسی حالت میں ان لوگوں کے لئے جو اسلام کی خدمت میں شب و روز مصروف تھے۔ کہتے تھے۔ کہ کیا یہ لوگ پاگل ہو گئے۔ ساری دنیا کو مفت میں اپنا دشمن بنا لیا وہ لوگ جو چوہے کی حرکت سے بھی ڈر جاتے ہیں کہتے تھے۔ کہ یہ لوگ کیوں دیوانے ہو گئے ہیں۔ ان کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ منافق اور کمزور دل مُسلمان کہلانے والے لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ لوگ مذہبی دیوانے ہیں۔ کہ ہر ایک مذہب اور ہر ایک قوم سے انھوں نے جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ اور اس کمزوری پر دعویٰ یہ ہے۔ کہ سب کو مٹا دینگے۔ اور اسلام کو قائم کر دینگے ان کے پاس کوئی ظاہری سامان نہیں۔ علوم میں یہ درماندہ ہیں۔ ان لوگوں کی عقل ماری گئی ہے کہ اپنے نقصان سے بے خبر ہیں۔

مومن کا ممد اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔

فرمایا۔ ومن یتوکل علی اللہ فان اللہ عزیز حکیم۔ ان معترضوں کی نظر محدود ہے جو کچھ ان کے سامنے ہے۔ یہ محض اسی کو دیکھتے ہیں۔ اور نہیں خیال کرتے۔ کہ ان کے پیچھے کون ہے۔ اور ان کی طاقت کہاں سے آتی ہے۔ جسکے بل پر یہ کھڑے ہیں۔ جس چیز کا سہارا مضبوط ہوتا ہے۔ اسے کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ اور وہ دراصل کمزور نہیں۔ بلکہ بڑی طاقتور ہوتی ہے۔ دیکھو ہاتھ کا گوشت کتنا نرم ہوتا ہے۔ ایک بچہ بھی

اس کو کاٹنے لگے۔ تو کاٹ سکتا ہے۔ لیکن جب ایک طاقتور شخص اسی ہاتھ کو کسی کے مُنہ پر مارتا ہے۔ تو اکثر اوقات دانت نکال دیتا ہے۔ سر پر مارتا ہے۔ تو بے ہوش کر دیتا ہے۔ کیا یہ اس نرم گوشت کا کام ہوتا ہے۔ نہیں۔ یہ اس طاقتور شخص کا کام ہوتا ہے۔ جس کا وہ ہاتھ ہوتا ہے۔ تو مسلمان کمزور تھے۔ اور منافق ان کو دیکھ کر طرح طرح کی باتیں بناتے تھے۔ مگر من یتوکل علی اللہ فان اللہ عزیز حکیم۔ خداتعالےٰ فرماتا ہے۔ تم انہی کو دیکھتے ہو۔ جو تمہارے سامنے ہیں۔ اس کو دیکھو۔ جو ان کے پیچھے ہے۔ جو ان کا سہارا ہے۔ اور وہ خدا ہے۔ جو بڑا زبردست اور حکمت والا ہے۔

اسی طرح شمشیر بذات خود کچھ نہیں کر سکتی۔ ہاں جب شمشیر زن کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تو اسوقت کام کرتی ہے۔ نادان ہے جو شمشیر کو دیکھتا ہے۔ دانا وہی ہے جو شمشیر زن کو دیکھے۔

مثل ہے کہ ایک بادشاہ کے لڑکے نے دیکھا کہ ایک سوار تلوار کے ایک وار میں جانور کے چاروں پاؤں کاٹ دیتا تھا۔ اس زمانہ میں امتحان کے لئے چاروں پاؤں جانور کے باندھ کر کھڑا کر دیتے تھے۔ اور شمشیر زن ایک وار میں چاروں پاؤں کاٹ دیتا تھا۔ لڑکے نے اس سوار سے وہ تلوار مانگی۔ مگر اُسنے کہا۔ میاں اس تلوار کو کیا کرو گے۔ تمہارے ہاں اور بہت سی تلواریں ہیں۔ لڑکے نے اپنے باپ بادشاہ کو کہا کہ فلاں سوار سے میں نے اس کی تلوار مانگی تھی۔ مگر وہ نہیں دیتا۔ بادشاہ نے سوار کو بُلا کر جھاڑا۔ اور تلوار لے دی۔ لڑکے نے تلوار چلائی۔ مگر اس کے چاروں پَیر تو کیا کھال بھی نہ کٹی۔ اس نے بادشاہ سے کہا کہ سوار نے اس تلوار کی بجائے کوئی اور دیدی ہے۔ سوار کو بادشاہ نے پھر بُلایا۔ تو اس نے کہا کہ مَیں نے وہی تلوار دی ہے لائیے مَیں کاٹ کر دکھلاؤں۔ چنانچہ سوار نے تلوار لیکر جانور کے چاروں پاؤں کاٹ دئے۔ تب بادشاہ سمجھ گیا کہ اصل میں یہ تلوار کا کام نہ تھا۔ بلکہ اس شمشیر زن کا کام تھا۔

تو مُسلمان کمزور تھے۔ لیکن ان کی شوکت کو ظاہر کرنے والا خدا تھا۔ مسلمان در اصل ایک آلہ بے جان کی طرح تھے۔ مگر چونکہ خدا کے ہاتھ میں تھے۔ اس لئے ان کی کمزوری کو دیکھنا غلطی تھی۔ خدا کو دیکھنا چاہیئے تھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ من یتوکل علی اللہ فان اللہ عزیز حکیم۔ جن کا اللہ پر توکل ہوتا ہے وہ ناکام نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ تو غالب ہے۔

ہم خدا کے ہاتھ میں ہتھیار ہیں

ہمارا حال بھی بعینہٖ یہی ہے۔ ہماری جماعت کو اللہ تعالےٰ نے ایک بڑے مقصد کے لئے کھڑا کیا ہے۔ ہم سے بھی اسکے کچھ خاص وعدے ہیں۔ جسوقت ہم نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اسوقت اقرار کیا تھا۔ کہ ہم اسلام کو تمام عالم میں پھیلا دینگے۔ اور ہماری مثال اس سپاہی کی ہے جس کو گورنمنٹ نے اپنی فوج میں بھرتی کیا ہو۔ جب وہ بھرتی ہو چکتا ہے۔ تو اس وقت اس کا حق نہیں ہوتا کہ کہے۔ مَیں فلاں خطرناک جنگ میں نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ وہاں جان کا خطرہ ہے۔ یہ اس کو پہلے سوچنا چاہیئے تھا۔ جب بھرتی ہو گیا۔ تو گورنمنٹ جہاں بھیجتی ہے۔ اسے جانا چاہیئے۔ بھرتی ہونیوالا پہلے ہی دن یہ فیصلہ کر لیتا ہے۔ کہ مَیں فوج میں جو بھرتی ہو رہا ہوں تو موت سے مجھ کو ڈر نہیں۔ پس جب ہم خدا کی فوج میں بھرتی ہو گئے۔ تو اب آنے والے خطرات سے ہمارے لئے کوئی ڈر نہیں ہو سکتا۔

آنیوالی آفات سے ہمیں پہلے آگاہ کر دیا گیا تھا

اگر ڈر ہوتا تو پہلے سوچنا چاہیئے تھا۔ اگر کہا جائے کہ ہمیں پہلے علم نہ تھا۔ تو درست نہیں کیونکہ قبل اسکے کہ مسیح موعود کی بیعت میں ایک بھی شخص آتا۔ خداتعالیٰ نے مسیح موعود کے ذریعہ یہ اپنا اعلان کرا دیا تھا کہ۔ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا"۔ پس یہ پہلے سے اعلان ہو چکا تھا۔ کہ مسیح موعود کا تمام دنیا مقابلہ کریگی۔ اور جو اس کی بیعت کریگا۔ اس کو تمام دنیا کے مقابلہ میں کھڑا ہونا پڑے گا۔ دنیا مسیح موعود کو رد کر دیگی۔ مگر خدا اس کو قبول کریگا۔ اور اپنے زور آور حملوں کے ذریعہ اس کی صداقت ظاہر کر دیگا۔ خدا کے حملے رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے صحابہ کے ذریعہ ہوئے اور یہاں بھی خدا کے حملے مسیح موعود کے لئے آپ کی جماعت کے ذریعہ ہونگے۔ وہ حملے جو صحابہ کے ذریعہ ہوئے۔ ان سے خون کے میدان رنگے گئے۔ اسی طرح ہم کو بھی ایسے ہی میدانوں سے گذرنا ہو گا۔ پس ہم نے مسیح موعود کو یونہی نہیں مانا تھا۔ بلکہ سوچکر اور تمام مشکلات کو سمجھ کر قبول کیا تھا۔

مَیں نے بتایا تھا کہ صداقت کے دشمن ہمیشہ اور ہر زمانہ میں ہوتے ہیں۔ اور رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی تھے۔ آج جبکہ آپ کا ایک غلام کھڑا ہُوا ہے۔ تاکہ دنیا میں اسلام کو پھیلائے۔ تو غیر تو غیر خود نبی کریم کو ماننے کا دم بھرنے والے اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ پس جن رستوں سے صحابہ گذرے۔ ہمیں ان سے زیادہ خطرناک راستوں میں سے گذرنا پڑے گا۔ اور ان سے زیادہ دقتیں ہمارے لئے درپیش ہونگی۔ کیونکہ صحابہ کے وقت دنیا اس طرح منتظم صورت میں نہ تھی۔ جس طرح اَب ہے۔ اور اسوقت ایسے علوم اسلام کے مقابلہ میں نہ تھے۔ جیسے اَب ہیں۔ پس آج بھی ایسے لوگ ہیں۔ جو ہم پر ہنستے اور ہمیں پاگل کہتے ہیں۔ اور تو اور بعض ہم میں سے بھی منافق طبع اور کمزور دل ہیں۔ جیسا کہ رسول کریم کے وقت میں مسلمان کہلاتے ہوئے منافق تھے۔ وہ بھی ہمیں کہتے ہیں۔ کہ کیوں ساری دنیا کا مقابلہ کرتے ہو۔ جان جائیگی۔ عزت پر حرف آئے گا۔ پٹ جاؤ گے۔ لیکن ہم ان کو کہتے ہیں کہ جس وقت ہم نے بیعت کی تھی۔ ہمیں اُسی وقت کہدیا گیا تھا کہ تمہیں صداقت کے پھیلانے کے لئے اپنی ہر ایک عزیز سے عزیز چیز کے قربان کرنے کے لئے تیار ہونا ہو گا۔ پس یہ نئی بات نہیں۔ بلکہ ہمیں پہلے سے ہی بتا دیگئی تھی پس ہم خدا کی راہ میں کسی چیز کی پرواہ نہ کرینگے۔ اور انشاءاللہ ہم ناکام نہ ہونگے۔ بلکہ کامیاب ہونگے۔

ناکامی ہمارے لئے نہیں کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے

پس تم خوب یاد رکھو۔ من یتوکل علی اللہ فان اللہ عزیز حکیم۔ اللہ پر بھروسہ کرنیوالے ہی کامیاب ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ خداتعالیٰ کا سہارا اتنا مضبوط ہے کہ دُنیا کی کوئی طاقت اس کو توڑ نہیں سکتی۔ دیکھو اگر ایک اینٹ آسمان کی طرف پھینکو

تو وہ بھی زمین پر آگریگا۔ لیکن ہزاروں من مٹی جو چھت پر ہوتی ہے۔ زمین سے بلند ٹھہری رہتی ہے۔ کیونکہ چھت کے نیچے سہارا مضبوط ہوتا ہے۔ جو اس کو زمین پر گرنے سے بچاتا ہے۔ پس گو ہم کمزور ہیں۔ لیکن چونکہ مسیح موعود خدا کی طرف سے تھے۔ اور خدا آپ اور آپ کے ساتھ والوں کے ساتھ ہے۔ اس لئے ہمارا مقابلہ ہمارا نہیں۔ خدا کا ہے۔ جو شخص ہتھیار پر وار کرتا ہے۔ وہ ہتھیار کو توڑنا نہیں چاہتا بلکہ شمشیر زن پر حملہ کرتا ہے۔ مگر تلوار والا تلوار کی حفاظت کرتا ہے۔ اسی طرح خدا ہماری حفاظت کر رہا ہے۔ اس لئے ہمیں خطرہ نہیں۔ اگر ڈر ہے۔ تو ان لوگوں کو جو منافق ہیں یا جن کے دل میں مرض ہے۔ یعنی وہ اتنے بیمار ہیں کہ ان کو منافق نہیں کہا جا سکتا۔ اگر ہمیں ایک منٹ کے لئے بھی یہ وہم ہو۔ کہ ہمیں دنیا مٹا دیگی۔ تو ہمیں اپنی فکر کرنا چاہیئے اور یہ سمجھنا چاہیئے کہ تب ہم منافق ہیں۔ کیونکہ ہم ہلاک تب ہی ہو سکتے ہیں۔ جب مسیح موعود جھوٹے ہوں۔ یا ہمارا ان پر ایمان ناقص ہو۔ مگر چونکہ وہ جھوٹے نہیں اسلئے ہم بھی اسوقت تک ہلاک نہیں ہو سکتے۔ جب تک ہم میں سچا ایمان اور حقیقی اخلاص پایا جائیگا۔

کوئی نبی اپنے مقصد میں ناکام نہیں رہا

پس خوب یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ کی طاقت کا مقابلہ کوئی طاقت نہیں کر سکتی۔ کب صداقت دنیا میں آئی۔ کہ اس کا مقابلہ نہیں کیا گیا۔ اور مقابلہ کرنیوالے ناکام نہیں رہے۔ حضرت موسیٰ جس دنیا کی طرف آئے۔ وہ ان کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی۔ مگر ان کو مٹا نہ سکی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے لئے آئے۔ اور بنی اسرائیل آپ کی مخالفت میں لگ گئے مگر وہ ناکام رہے۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے لئے آئے۔ اور ساری دنیا آپ کی مخالفت میں لگ گئی۔ مگر مخالفین کو کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ کامیاب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہوئے۔ اسی طرح اگر حضرت مسیح موعود خدا کی طرف سے ہیں۔ اور یقیناً خدا کی طرف سے ہیں۔ تو ساری دنیا کی مخالفتوں کا ہمیں کیا خوف ہو سکتا ہے۔ ہمارے مقابلہ میں تمام دنیاوی طاقتوں کی حیثیت ایک مچھر جتنی بھی نہیں۔

بے شک ہمارے پاس تلوار نہیں۔ ہم فوجیں نہیں رکھتے ہمارے پاس مال نہیں۔ ہم تھوڑے ہیں۔ اور ہمارے مخالفوں کے پاس سب کچھ ہے۔ مگر ہم نے کب کہا ہے کہ ہمارے پاس تلوار ہے۔ اور ہم اس کے ذریعہ کامیاب ہونگے۔ ہم تو کہتے ہیں۔ ہمارے پاس صداقت ہے اور صداقت پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ بلکہ صداقت ہی ہر قسم کی بطالت پر غالب آیا کرتی ہے۔ پس گو ہم کمزور ہیں۔ ناطاقت ہیں۔ تھوڑے ہیں۔ مگر چونکہ اپنے پاس صداقت رکھتے ہیں۔ اور اس ہستی کا سہارا ہمیں حاصل ہے جو تمام طاقتوں اور قوتوں کی جامع ہے۔ اس لئے ہمیں اپنی ناکامی کا ہرگز خیال نہیں آسکتا۔ میرے نزدیک تو وہ شخص متکبر ہے۔ جو ڈرتا ہے۔ کہ دنیا ہمیں پامال کر دیگی کیونکہ وہ اپنے کو بھی کچھ خیال کرتا ہے۔ لیکن جس کا توکل خدا پر ہے۔ وہ اپنی ذات کو کچھ نہیں سمجھتا۔ اسلئے دنیا کی کوئی طاقت اسے خوف زدہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ اس کی طاقت کسی اور ذریعے سے آتی ہے۔

میں نے دلی دربار میں دیکھا کہ ہزارہا کا ہجوم تھا اور ایک ریلا پڑتا تھا۔ کہ جس سے مضبوط سے مضبوط آدمی گر پڑتے تو اٹھ نہیں سکتے تھے۔ لیکن ہمارے آگے آگے ایک مضبوط شخص نے اپنے کندھوں پر ایک بچہ اٹھایا ہوا تھا۔ اسوقت جبکہ لوگ گر پڑتے تھے اور ہائے وائے کر رہے ہوتے تھے۔ وہ بچہ ہنستا جا رہا تھا۔ اس کی کیا وجہ تھی کہ وہ بچہ ہنستا اور تماشہ دیکھتا گذر رہا تھا۔ یہی کہ وہ ایک مضبوط شخص کے کندھوں پر سوار تھا۔

تمام طاقتیں ہمارے آگے سرنگوں ہونگی

پس مت ڈرو کہ تمام دنیا تمہارے مقابلہ میں ہے۔ اور ہراساں مت ہو کہ تم کمزور ہو۔ کیونکہ تم اپنی طاقت پر مخالفوں کے مقابلہ پر نہیں کھڑے ہوئے۔ بلکہ خدا تمہاری مدد پر ہے۔ خدا کی طاقت تمہارے دشمنوں اور مخالفوں کا مقابلہ کریگی۔ بڑی بڑی طاقتیں آئینگی اور تمہارے پاؤں پر گرینگی۔

ہم حکومت کے مطیع خوف سے نہیں بلکہ خدا کے حکم سے ہیں

مجھے ایک فرانسیسی مصنف کے قول کا بڑا مزا آتا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ مجھے ایک بات تعجب میں ڈالدیتی ہے۔ کہ ایک کچے مکان میں چند غربا آدھے ننگے جسموں کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ اور تجویزیں یہ کر رہے ہیں کہ اب قیصر کی سلطنت فتح کرنا ہے۔ اور اب کسریٰ کی حکومت کو فتح کرینگے اور ہر ایک کے چہرے سے یقین ٹپکتا ہے اور پھر اسی کے مطابق وہ کر کے بھی دکھا دیتے ہیں۔ تب ایمان ہو تو کبھی ڈر نہیں ہوتا۔ اگر ہمیں مسیح موعود پر سچا ایمان ہو۔ تو ہمیں کوئی مادی طاقت مرعوب نہیں کر سکتی۔ اور نہ حکومت ہی کوئی ہمیں خوف زدہ کر سکتی ہے۔ ہم کسی حکومت کی اطاعت اس کے خوف کی وجہ سے نہیں کرتے۔ بلکہ خدا کے حکم کی وجہ سے کرتے ہیں دیکھو حضرت موسیٰ فرعون سے نہیں ڈر سکتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا کہ وہ غرق ہو رہا ہے۔ اور غرق ہونیوالے سے انہوں نے کیا ڈرنا تھا۔ ہاں اگر موسیٰ کو خوف تھا۔ تو خدا کے اس حکم کا۔ کہ فقولا له قولا لينا۔ فرعون کے پاس جاؤ۔ اور اس سے نرم نرم باتیں کرو۔ اسی وجہ سے وہ فرعون سے نرمی کے ساتھ گفتگو کرتے تھے نہ کہ اس کے ڈر سے۔ تو ہم گورنمنٹ کی اطاعت اس کے ڈر سے نہیں کرتے بلکہ خدا کے حکم کے ڈر سے کرتے ہیں۔ پھر ہمیں ہمارے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ اگر کوئی ظالم حبشی بھی تم پر حاکم ہو۔ تو اس کی اطاعت کرو۔ پس ہم اگر کسی حکومت کی اطاعت کرتے ہیں تو اسکے خوف سے نہیں۔ بلکہ خدا اور خدا کے رسول کے احکام کے مطابق کرتے ہیں۔ حکومتیں اس سے زیادہ کیا کر سکتی ہیں کہ ایک شخص کو مروا دیں۔ مگر مومن موت سے نہیں ڈرتا۔ کیونکہ موت کے بعد وہ سمجھتا ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ کی رضا اور جنت نصیب ہونگے۔ جنہیں میں رہوں گا۔ پس ہمارے لئے سوائے خدا کے کسی کا حقیقی خوف نہیں۔ کیونکہ ہم اس مقام پر ہیں۔ جس کو خدا کی نصرتیں گھیرے ہوئے ہیں۔ ڈر ایمان کی کمی کے باعث ہو سکتا ہے۔ لیکن مومن خدا کے سوا کسی سے خوف زدہ نہیں ہو سکتا۔

پس یاد رکھو۔ کہ یہ تمام حکومتیں تمہارے آگے مغلوب ہو جائینگی۔ مگر تلوار سے نہیں دلائل کے ساتھ اور صداقت کے ساتھ تم غالب ہو گے۔ اسلئے خدا سے تائید یافتہ ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ ہماری جماعت اس امانت کو جو اس کے سپرد کیگئی ہے۔ پہنچائے۔ اور اسکے فضل کے ساتھ کامیاب ہو۔ آمین۔

الحیوۃ الدنیا والحیوۃ الآخرۃ

(نمبر ۱)

ہر ایک سب کیلئے اور سب ہر ایک کیلئے

میں نے زندگی کے مختلف حالات میں کچھ ایسے چکر کھائے ہیں کہ مجھ پر ایک حقیقت مختلف صورتوں میں وقتاً فوقتاً بار بار آشکار ہوتی رہی ہے۔ اور ہر دفعہ کہ اس کے مختلف پہلوؤں پر مجھے غور کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ وہ اور بھی اس وضاحت کے ساتھ مجھ پر منکشف ہوئی۔ اور کئی بار دل میں اُبال بھی اُٹھے۔ کہ میں زبان سے اس کا بیان کروں ضرور ہے کہ احباب اس حقیقت سے واقف ہونگے۔ اور اس مضمون کو پڑھکر یہ کہینگے۔ ھذا الذی رزقنا من قبل۔ مگر تاہم نہ صرف اس کو واقعات کی شہادت کے ساتھ کھول کر ازسرنو تازہ کرنے کی ضرورت بلکہ اس کو عملی جامہ پہنانے کی حاجت بھی اس مقدس جماعت کو محسوس ہو رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح سے وہ راز حقیقت مجھ پر عیاں ہوا ہے۔ اُسی طرح سے بغیر کم و بیش آپ کے سامنے رکھ دوں۔

ممکن ہے کہ میں اس مضمون میں بعض ایسے واقعات کا بھی ذکر کروں۔ کہ جن کا ذکر کرنا بعض دوست اپنے نقطۂ خیال کی رُو سے مناسب نہ سمجھیں۔ مگر میرے خیال میں یہ درست نہیں۔ کہ انسان اپنی غلطیوں سے سبق نہ سیکھے اور جہاں کہ وہ ان کے ذکر سے بآسانی دوسروں کو بھی فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ محض اسلئے ان کو نظر انداز کردے۔ کہ وہ غلطیاں ہیں۔ غلطیوں غلطیوں کے درمیان فرق ہے۔ بعض ایسی بھی ہیں۔ جو عام طبعی رو کے ماتحت صادر ہوتی ہیں۔ اور انسان ان سے بے خبر ہوتا ہے۔

جب کبھی کہ میں نے آثار قدرت پر نظر ڈالی ہے۔ ہمیشہ ایک بات نے خصوصیت کے ساتھ مجھ پر اثر کیا ہے۔ اور وہ متانت اور سنجیدگی ہے۔ جو نظام عالم میں پائی جاتی ہے اسمیں سے کوئی حادثہ کوئی حرکت کوئی سکون ہزل اور بے ہودہ نہیں۔ بلکہ عین حکمت پر مبنی ہے۔ اور ایسا ہی خود انسان کی زندگی بھی ایک عجیب تماشا گاہ ہے۔ انسان کو چاہیئے۔ کہ وہ اسمیں سنجیدہ نگاہ سے اس کا تماشا کرے۔

مندرجہ بالا عنوان مجھے پہلے پہل اسوقت سوجھا تھا جب انگریز اکتوبر ۱۹۱۷ء میں بیت المقدس کے قریب قریب پہنچ گئے تھے۔ اور ہمیں ترکی لفٹنٹ گورنر کی طرف سے شہر کو یکدم خالی کر دینے کے لئے اچانک حکم ملا۔ اس ناگہانی آفت پر شہر میں کیا کہرام برپا ہوا۔ کالج و مدارس کے طلباء کا کیا حشر تھا۔ اُستاد کیسے حواس باختہ تھے۔ یہ قصہ طولانی ہے۔ ہر ایک نفسی نفسی پکار رہا تھا۔ ریل گاڑی رُک جانے کے سبب۔ عورت۔ مرد۔ بچے۔ بوڑھے سب کے سب اُلٹے راہ پا پیادہ شہر سے نکل پڑے۔ اس ہولناک افراتفری اور آپا دھاپی میں میں نے مناسب سمجھا کہ دو تین روز ٹھہر کر جانا چاہیئے۔ چنانچہ میں اور میرے دوست محمد رستم حیدر صاحب جو اسوقت عارضی طور پر کالج کے پرنسپل تھے بیت المقدس میں چند یوم انتظار کرنے پر متفق ہوگئے مگر ساتھ ہی میں دل میں اور اپنے دوست مذکور سے بھی کہتا رہا۔ کہ یہ ہم نے ٹھیک نہیں کیا۔ اُسی وقت میں طلباء کا ساتھ نہیں دیا۔ دوسرے دن خبر پہنچی۔ کہ لڑکے بھوکے پیاسے تھکے ماندے بیمار راستے میں ہی پڑے ہیں۔ اور پروفیسروں کو بھی مصیبت کے مارے اپنی اپنی پڑی ہے۔ کسی کے پاس بھی نہ کافی خرچ ہے اور نہ زاد راہ۔ میں اسوقت عارضی طور پر کالج کا وائس پرنسپل تھا۔ یہ سُنکر میرے دل میں ایک سخت تشویش اور کپکپی پیدا ہوئی۔ آخر میں نے محمد رستم حیدر صاحب کو کہا کہ اگر آپ نہیں جانا چاہتے۔ تو مجھے اپنے سارے اختیارات دیجئے۔ میں لڑکوں کا ساتھ دوں گا۔ اسپر وہ راضی ہو گئے۔ اور میں نے کمشنر صاحب سے دو تین گھنٹہ کی تکرار اور اصرار کے بعد خزانہ سے روپیہ نکلوایا۔ اور بگھی پر سوار ہو کر راتوں رات گولیوں کی بوچھاڑ سے بچتا بچاتا لڑکوں سے راستے میں ہی جا ملا۔ دوسری کمشنری ابھی دس گھنٹہ کا راستہ تھا۔ غرض یہ کہ میں نے بارہ روز رات دن اس مشقت اور جان جوکھوں کی محنت سے لڑکوں کے لئے سامان راحت و آرام کے مہیا کرنے میں ایسے گذارے کہ بیان سے باہر ہے۔ صبح سے لے کر شام تک کھانے پینے کو طبیعت ہرگز نہ چاہتی تھی۔ جب تک کہ میں سب کے سب لڑکوں کو سیر و خوشحال نہ دیکھ لیتا۔ جو میری طبیعت کو جانتے ہیں۔ وہ غالباً تعجب کرینگے۔ مگر یہ واقعہ ہے اور اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں۔ لڑکوں کے لئے یہ میری جان نثاری تھی۔ اور لڑکوں کی حالت میرے لئے یہ تھی۔ کہ ان میں سے ہر ایک میرے لئے یقیناً یقیناً ہر قسم کی تکلیف اٹھانے کی تمنا کرتا تھا۔ میرے دُکھ سے انہیں دُکھ اور میری خوشی سے انہیں خوشی ہوتی تھی۔ میں ان کے چہروں سے جان نثاری کا مطالعہ کرتا تھا۔ اور جس طرح میں نے ان کے لئے اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھا ہوا تھا۔ اسی طرح ان میں سے ہر ایک فرد اپنے حرکات و سکنات سے مجھے یہ جتلانے کی کوشش کرتا تھا کہ وہ بھی میری خاطر اڑے وقت میں قربان ہونے کے لئے بخوشی طیار ہے۔ بلکہ بعض تو مجھ سے خواہ مخواہ کسی نہ کسی حکم کے بجا لانے کا مطالبہ بھی کرتے یا خود ہی میرے لئے کوئی نہ کوئی خدمت بجا لاتے۔ جب ہم نابلس سے ریل گاڑی پر سوار ہوئے۔ اور میں نے ان کو فوجی اسٹیشن ماسٹر کے حکم کے برخلاف گاڑی پر سوار ہونے کے لئے اشارہ کر دیا۔ تو لڑکوں نے نہ صرف خوشی کے نعرے بلند کئے۔ بلکہ پھول دار شاخوں سے نام لکھ کر گاڑی کو سجا دیا۔

تب مجھے یہ خیال آیا۔ کہ کیا ہی عمدہ وہ اجتماع بشری ہے جس کا نصب العین اور دستور العمل یہ ہو کہ ہر ایک سب کے لئے اور سب ہر ایک کے لئے۔ ایسے اجتماع کا ہر ایک فرد سعید اور کامران ہے۔ لیکن نصب العین اور دستور العمل کیسے میسر ہو۔

جب ہم دمشق میں پہنچے۔ تو وہاں نہایت ہی بھیانک نظارے دیکھنے میں آئے۔ تنازع حیات نے لوگوں کو ایسا بے بس کر دیا ہوا تھا۔ کہ وہ اپنے ہم جنسوں کے جنگ و جدال سے تنگ آکر مردار خور حیوانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ کئی بار مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ کہ بیچارے مائیں بلوں (روڑی) پر بیٹھے مُرداروں کے گوشت نوچ رہے ہیں۔ اور کتے غضبناک ہو کر وحشیانہ صورت سے انہیں بھونک رہے ہیں۔ اور یہ بیچارے انہیں پتھر مار مار کر مُردار کے ارد گرد سے دھتکار رہے ہیں۔ اسی سال مجھے بیروت جانے کا اتفاق ہوا۔ شام کے بعد سیر کرنے کو جو نکلا۔ تو بازار کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک میں نے تیس کے

قریب انسانی لاشوں کو جو صرف بھوک کا شکار ہو چکی ہوئی تھیں راستے پر اِدھر اُدھر پڑا ہوا پایا۔ اور سپاہی انہیں اٹھوا رہے تھے۔ اور کئی ایک ایسے بھی ملے۔ جو چلتے چلتے بے بس ہو کر گر پڑے تھے۔ انہیں سے ایک کے مُنہ میں جو کہ مُنہ کھول کھول کر آخری سانس لے رہا تھا۔ میں نے کھانا ڈالا۔ اور کوشش کی کہ اسکے اندر جائے۔ مگر وہ بیچارا سسک سسک کر مر ہی گیا۔ جہاں جاتا تھا۔ یہی حال دیکھتا۔ چھوٹے بڑے ننگے الف ننگے غبار آلودہ سیاہی پوش بدن۔ بدن کیا ہے گوشت کے باہر نکلی ہوئی ہڈیاں زمین پر پڑی ہوئی یا تو حالتِ نزع میں ہیں یا ان سے دھیمی کمزور سی آواز نکل رہی ہے۔ ارحم یا افندی جوعان انا۔ یعنی صاحب رحم کیجئے میں بھوکا ہوں کئی دفعہ میرے کان میں یہ آواز پڑتی۔ اور میں آس پاس کسی کو نہ دیکھتا تھا۔ اِدھر اُدھر جھانکتا اور تلاش کرتا تو نکاس کی گندی نالی کے ڈھلوان کے ٹھنڈے سائے کے ساتھ چمٹا ہُوا ایک نحیف البدن چھ سات برس کا بچہ پاتا۔ جو اپنے کسی خیال میں محو زمین کو ہاتھ سے کریدتا ہوتا یا اپنے جسم کو کھجلی کرتا ہُوا مذکورہ بالا الفاظ کہہ اٹھتا۔ میرے سامنے ایک عورت پھانسی دیگئی جس نے بیس کے قریب ایسے یتیم کمسن بچے کھائے تھے بدنصیب عورتوں کا حشر نہ پوچھئے۔ میں ان کے ذکر سے احباب کے آنسو نہیں بہانا چاہتا۔ میں یہ سینے کو چاک کرنے والے نظارے دیکھتا تھا۔ اور ساتھ یہ بھی دیکھتا تھا کہ دولتمندوں میں ذرا بھی شفقت و مرحمت نہ تھی۔ رحم و ترس کا کیا ذکر۔ ان کے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت تھے۔ ان سینکڑوں اور ہزاروں مُردوں کے درمیان وہ ہر ایک قسم کی بے حیائی اور عیاشی کرنے سے ذرا بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ سوداگروں نے تو کھلم کھلا لوٹ کا بازار گرم کیا ہُوا تھا۔ اور حکام کا حال جیسا کہ ایسے موقع پر ہوتا ہے۔ تھا۔ غرض جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ ہر ایک کو نفسا نفسی پڑی ہوئی تھی۔

موت کے ان نظاروں کو دیکھ کر میرے دل میں بھی قساوت گھر کر رہی تھی۔ اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ شفقت دن بدن گھٹ رہی ہے۔ بعض اوقات میں ان مناظر کے پاس سے گذرتا اور اپنے سینے کو ٹٹولتا تو وہاں دل نہیں بلکہ ایک پتھر کو پاتا تھا۔ میں اپنے آپ کو ملامت کرتا۔ اور اپنے شفقت کے احساس کو جگاتا۔ مگر اپنے نفس سے سوائے اس کے اور کچھ نہ سُنتا۔ کہ غضب الٰہی ان ظالموں سے انتقام لے رہا ہے۔ مشیت الٰہی چاہتی ہے کہ یہ لوگ یُونہی ہلاک ہوں۔ ان پر رحم کرنا بھی گناہ ہے۔ انہوں نے اگر آج نہیں تو کل ضرور ہی ہلاک ہونا ہے۔ اگر زندہ بھی رہے تو ان کے وجود سے کیا فائدہ ہے۔ ان کا زندہ رہنا اجتماع کے لئے مفید نہیں۔ بلکہ مُضر ہے۔ کیونکہ مفت کا بوجھ ہیں۔ اور بداخلاقی کا نمونہ۔ اگر اللہ تعالےٰ کے ہاں ان کے ہلاک ہونے کے کوئی جواب دہ ہیں تو مجھ جیسے پردیسی نہیں۔ بلکہ یہ اُمراء اور تجار اور حُکام جو ان کے اہل وطن ہیں۔ میں بجائے ان پر خرچ کرنے کے اپنے کالج کے مساکین طلباء پر کیوں نہ خرچ کروں۔ جو کہ قوم کے لئے مُفید ہونے کی اُمید دلاتے ہیں۔

مختصر یہ کہ کچھ خیالات تھے۔ جو میرے ذہن میں گذرتے اور مجھے فعل خیر سے منع کرتے۔ میری اس حالت سے آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس سوسائٹی یعنے اجتماع کے افراد میں نفس پرستی اور حُبّ ذات کس قدر غالب تھی۔ اور وہ نہایت مخفی راہوں سے مجھ جیسے انسانوں پر کیسے سرایت کر رہی تھی۔ باوجود اس قدر دہشت ناک حادثات کے دل میں شمہ بھر بھی رحم پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اور اگر ہوتا بھی تو نفس اس طرح عذروں اور منگھڑت باتوں سے اسے ملیامیٹ کر دیتا تھا۔

انہی دنوں میں مجھے یکایک یہ خیال آیا۔ کہ جب ایک جماعت کے افراد میں حُبّ الذات اور نفس پرستی کی روح پیدا ہو جائے۔ تو یقیناً یقیناً وہ جماعت تباہ ہو جائیگی لیکن جس قوم کے افراد میں یہ رُوح پیدا ہو کہ ہر ایک سب کے لئے اور سب ہر ایک کے لئے۔ تو وہ کبھی ہلاک نہیں ہو سکتی۔ بلکہ وہ جب تک دُنیا میں رہتی ہے۔ زندہ اور سعادتمند قوم رہتی ہے۔ اسکے افراد بھی خوشحال اور وہ بھی خوشحال و کامراں۔

ان مختلف وقتوں میں اور مختلف حالات کے تحت پیدا شدہ دو خیالوں نے ایک وسیع مضمون میرے اندر ہی اندر طیار کر دیا ہُوا ہے۔ جسکے بیان کرنے کے لئے دل میں بار بار جوش آتا ہے۔ نہ صرف اسلئے کہ اپنے احباب کو کوئی مزید فائدہ پہنچاؤں۔ بلکہ اس لئے بھی کہ اپنے نفس کو ایک حقیقی اور عظیم الشان نیکی کی طرف عملی تحریک بھی کروں۔ اور وہ نیکی ایسی ہے کہ میں کامل یقین کے ساتھ محسوس کر رہا ہوں۔ کہ اس میں رضاء الٰہی اور حیات ابدیہ کے سارے ذخیرے پوشیدہ ہیں اور مجھے یقین کامل ہے کہ وہ اسلامی تعلیم کا سارا لب لباب ہے۔ اور پیشتر اس کے کہ میں اصلی مضمون کو شروع کروں۔ یہ بتلا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میرا سب سے بڑا مقصد عالم اجتماع میں دین کی اہمیت کو اپنے نفس کے باطنی شعور اور واقعات اجتماعیہ کی کھلی کھلی شہادات کی بنا پر ثابت کرنا ہے۔ اور موت و حیات کا جس کی خاطر قومیں کشت و خونریزی میں لتھڑ گئی ہیں۔ اس کے متعلق اسلامی نقطہ خیال سے کچھ کہنا ہے۔ تاکہ احباب کو معلوم ہو جائے۔ کہ ان کا نصب العین کیا ہونا چاہیئے۔

سید زین العابدین ولی اللہ - قادیان

وی پی کی دوبارہ اطلاع

مَیں پہلے اطلاع دے چکا ہوں۔ کہ جن دوستوں کی قیمت الفضل ماہ نومبر میں ختم ہوتی ہے۔ ان کے نام ماہ دسمبر کے پہلے ہفتہ کا کوئی ایک پرچہ وی پی کیا جائیگا۔ اب دوبارہ اطلاع دیتا ہوں کہ وی پی تیار ہو رہے ہیں۔ جو صاحب واپس کرینگے۔ ان کے نام کا پرچہ تا وصولی قیمت امانتاً بند رہیگا اور

جن کی قیمت ماہ دسمبر میں ختم ہوتی ہے۔

وہ صاحب نوٹ کر لیں کہ جلسہ پر قیمت لیتے آئیں یا کسی کے ہاتھ بھیجدیں کیونکہ ہم بوجہ مشغولیت جلسہ وی پی نہیں کر سکینگے۔

مینیجر اخبار الفضل قادیان

ضرورت

ہمیں کچھ تجارتی کام کرنیکے لئے ایک لائق آدمی کی ضرورت ہے۔ جو پہلے تجارت کا کام کر چکا ہو۔ تجارت کے کام کے لئے پوری واقفیت اور عملی تجربہ شرط ہے۔ انگریزی اور حساب کتاب جاننا بھی ضروری ہے۔ تنخواہ معقول دیجائیگی۔ صرف احمدی تجربہ کار اصحاب درخواستیں کریں۔ جواب، بتہ پیشہ دلی

ناظر تالیف و اشاعت قادیان - ضلع گورداسپور

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ وار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

ہمارا آقا صلے اللہ علیہ وسلم

۲/

سیرت خاتم النبیین صلعم

حصہ اول تیار ہو گیا ہے

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سوانح عمری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو "ہمارا آقا صلعم" کے نام سے شروع ۱۹۱۹ء سے رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان کے اُردو ایڈیشن میں شائع ہو رہی ہے - اس کا پہلا حصہ جو ہجرت تک کے واقعات پر مشتمل ہے - بعد حتی الوسع پوری پوری نظر ثانی کے کتابی صورت میں طبع کرایا گیا ہے - اور کتاب بالکل چھپ کر مکمل تیار ہو کر شایع ہو گئی ہے - کتاب کا نام سیرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم حصہ اول رکھا گیا ہے - کل صفحات اصل کتاب کے ۲۵۶ ہیں سائز ۲۶ × ۲۰ ہے - لکھائی چھپائی اور کاغذ حتی الوسع بہت عمدہ ہیں - عرب کا نقشہ بھی ساتھ لگایا گیا ہے -

قیمت درجہ اول تین روپے - درجہ دوئم عہ - اخراجات وی پی اسکے علاوہ ہونگے - شائقین جلد اپنی اپنی درخواستیں دفتر ریویو آف ریلیجنز قادیان میں بھجوا دیں - فقط

شیر علی عفا اللہ عنہ

مینیجر ریویو آف ریلیجنز - قادیان

ضرورت نکاح

ایک احمدی نوجوان کو جو کہ قوم کے مستری ہیں - پہلی بیوی کے فوت ہونے کے باعث دوسرے نکاح کی ضرورت ہے یہ نوجوان شاہ آباد ضلع کرنال کے رہنے والے ہیں - اور تقریباً تین روپے روز کی آمدنی ہے - اور نہایت نیک اور جوشیلے احمدی ہیں - عمر تقریباً ۲۵ سال ہے

خط و کتابت

معرفت ایڈیٹر صاحب الفضل قادیان -

نئی گھڑیاں

(بذریعہ وی پی ارسال ہوتی ہیں)

نمبر ۱ - رسٹ واچ عمدہ قسم کل کی بمع تسمہ صہ - ریڈیم پڑھیا ہے وعہ
نمبر ۲ - " نہایت فینسی مردانہ و زنانہ کلائی کی ہے عہ ریڈیم للعہ
نمبر ۳ - " چاندی کیس جو کونہ دار سادہ و ریڈیم عہ و ہے
نمبر ۴ - جیبی لیور واچ - معمولی قسم کی ہے ہے وللعہ وللعہ
نمبر ۵ - جینیوا - مضبوط قسم ہے وعہ و ہے ہے
نمبر ۶ - لیور عمدہ قسم ہے وعہ جو کونہ دار عہ
نمبر ۷ - ٹائم پیس سادہ خورد ہے کلاں الارم ہے - انونیہ کا سے

علاوہ ازیں ہر قسم کا گھٹیا و بڑھیا مال موجود ہے حاجتمند احباب جلد طلب کریں - جو صاحب قیمت پیشگی بھیجدینگے انکی گھڑی نہایت احتیاط سے جلسہ سالانہ پر دست بدست پہنچا دیجائیگی پتہ خوشخط لکھا کریں -

المشتہر - ایچ سخاوت علی احمدی واچ سیلر صدر بازار شاہجہانپور

عزیزو!

اپنی جان کو دھوکہ سے بچاؤ - کسی نیم حکیم کے علاج سے

تندرستی حاصل کرو

انکا قبتی، پٹھوں کی کمزوری، عورتوں مردوں کے خفیہ امراض، اٹھرا یعنی اولاد کا نہ ہونا کھانسی، نزلہ، زکام، دمہ، ضعف دماغ پیشاب کی جلن، سوزش، گنٹھیا، بواسیر پھوڑے، پھنسی، سرخی چشم، لکرے، دھند غبار پھولا وغیرہ اور

تمام کہنہ امراض کا علاج بذریعہ خط و کتابت

باقاعدہ طور سے کیا جاتا ہے یعنی متفرق اخراجات صرف دو آنے کے ٹکٹ وصول ہونے پر مریضوں کو ان کی حالت کے مطابق مجربات نسخے بغیر کسی بخل کے لکھ کر مفت روانہ کیے جاتے ہیں - یا ان کی فرمائش پر تیار شدہ ادویات تیار کر کے روانہ کی جاتی ہیں - جواب کے لیے جوابی کارڈ یا دو پیسہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے -

پتہ حکیم عطا محمد (احمدی)

قادیان دارالامان پنجاب

نیا اور دلچسپ

تبلیغی ہتھیار

تبلیغی احمدیہ جنتری ۱۹۲۱ء بطرز جدید - تفصیل مضامین یہ ہے - نقشہ احمدیہ مسجد لنڈن مختصر سوانح حضرت مسیح موعود - شجرہ نسب بمع خاندان مسیح موعود بارہ دلائل وفات مسیح اور بارہ دلائل صداقت مسیح موعود ہر ماہ کے ساتھ سلسلہ احمدیہ کے اہم واقعات تاریخوار بڑی محنت سے جمع کئے گئے ہیں - عیدین کے صفحوں پر مسائل عید ماہ رمضان کے صفحہ پر مسائل روزہ - بارہ وفات کے صفحہ پر مسائل جنازہ - ۱۹۲۲ء کا کلنڈر و تعطیلات ۱۹۲۱ء ہر ایک دلیل بسط کے ساتھ بیان کی گئی ہے - گویا وفات مسیح اور صداقت پر تو دو مکمل لیکچر ہیں - باوجود اسقدر خوبیوں کے قیمت صرف ۲/ بغرض تقسیم ۹ عدد فی روپیہ - احباب جلد منگا کر اسکی بکثرت اشاعت کریں -

کتاب گھر قادیان

حمائل شریف فیروزپوری

یہ مشہور و معروف فیروزپوری حمائل جس کا کاغذ سفید ولایتی چکنا - چھپائی نہایت عمدہ - ہر لفظ علیحدہ علیحدہ لکھا ہوا ہے - حاشیہ پر آیتوں کے نمبر دئے ہوئے ہیں - شروع صفحات میں سورتوں کی فہرست درج ہے - اور آخیر صفحات میں مکمل فہرست مضامین دی گئی ہے - نہایت خوبصورت حمائل ہے - بہت روز سے نایاب ہو چکی تھی اکثر دوست اس کی تلاش میں تھے - اتفاقاً کسی جگہ سے سفر کرنے پر دستیاب ہوئی ہیں - ایسا نہ ہو کہ ختم ہو جائیں دوستوں کو چاہیئے - جلد طلب فرما دیں

فی حمائل عہ - مجلد سے

المشتہر

دوکان محمد یامین تاجر کتب - قادیان

ہندوستان کی خبریں

مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی کا انتقال مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی ۳۰ نومبر کو دہلی میں ڈاکٹر انصاری کے مکان پر فوت ہو گئے

اسلامیہ کالج کے پرنسپل کا استعفیٰ مسٹر ہیری مارٹن پرنسپل اسلامیہ کالج نے تحریک عدم تعاون سے پہلے جو استعفیٰ دیا تھا وہ منظور کر لیا گیا ہے۔

دہلی میں آتشزدگی ۲۸ نومبر شام - دہلی بازار بلی ماراں گودام ادویات شیخ جمال الدین و حافظ حمید الدین مالکان یونانی دواخانہ دہلی کے ہاں آگ لگی۔ پاؤ گھنٹہ میں ارد گرد پھیل گئی۔ پڑوسی مریضوں کو سخت پریشانی ہوئی۔ کئی بالاخانہ ٹوٹے۔ دو چار ملحقہ دوکانوں میں بھی آگ لگ گئی۔ فائر بریگیڈ آیا۔ مگر اس کے قبل آگ فرو کر دی گئی۔ ہزاروں کا نقصان ہوا۔

کلکتہ میں لوٹ مار کلکتہ - ۲۷ نومبر - ہوڑہ مل ہڑتال کی وجہ سے آج شب یورپین دکانیں اور بازار لوٹے گئے۔ یہ سلسلہ دس بجے سے صبح تک جاری رہا۔ حکام نے ہڑتالیوں کی اجرتیں دیدینے کا اعلان کر دیا۔ ہڑتالیوں نے صرف اشیاء خوردنی لوٹیں۔ بیری کمپنی ہوڑہ کے ۵۰۰ آدمی دس بارہ روز سے ہڑتال کئے ہوئے ہیں۔ آج وہ ورکشاپ کے دروازے پر ان لوگوں کے انتظار میں جمع تھے۔ جو ان کے قائم مقام تھے۔ جب وہ نکلے۔ تو لڑائی ہوئی۔ ایک آدمی زخمی ہوا پانچ گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ ورکشاپ پولیس کی حفاظت میں ہے۔

جرمن رنگ ہندوستان میں دہلی ۲۹ نومبر - جرمن رنگوں کا پہلا چالان جو کہ ۴۰ ٹن کا ہے بمبئی پہنچ گیا ہے۔ اور ہندوستان بھر میں تقسیم کئے جانے کے لئے تیار ہے۔ جو شخص منگوانا چاہے۔ وہ اپنے صوبہ کے ڈائرکٹر صنعت و حرفت سے درخواست کرے۔

ترک موالات کے متعلق گورنر بنگال کی تقریر کلکتہ - ۳۰ نومبر - والسرائے ہندوستان کا جام صحت تجویز کرتے وقت لارڈ رونلڈشے نے ایک طویل تقریر میں ترک موالات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ عدم تعاون کی حمایت میں تقریریں پڑھتے وقت پیٹنٹ ادویات کے اشتہار معلوم ہوتی ہیں۔ اگر آپ موجودہ حالت سے بیزار ہیں۔ تو عدم تعاون کا نسخہ بھی آزمالیں۔ بدقسمتی سے پبلک لاپرواہی سے نیم حکیموں کی تعداد بڑھ جاتی ہے اور مروجہ ادویات کی تجارت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ دیگر مقاصد کے علاوہ عدم تعاون کا مقصد ایک سال میں سوراجیہ حاصل کرنا ہے۔ اور اسے مسٹر گاندھی نے اپنے نقطہ سے اپنی چھوٹی سی کتاب "انڈین ہوم رول" میں سمجھایا ہے۔ اس کتاب میں سے ایک طویل حوالہ دیکر گورنر بنگال نے کہا کہ مسٹر گاندھی کے قول کے مطابق برطانوی تہذیب ایک کھلم کھلا بدی ہے۔ اور یہاں کے سوراجیہ کی سکیم میں داخل نہیں ہوگی۔ مزید براں مسٹر گاندھی کی رائے میں ریلوے قانون پیشہ اور ہمارے ہسپتال تمام خطرناک حقارت آمیز اور شیطنت پھیلانے کے آلات ہیں۔ گویا کہ ان کے سوراجیہ کی سکیم میں ریلوے کالج ہسپتال یا میڈیکل کالج نہیں ہونگے۔ گورنر صاحب نے دریافت کیا۔ کہ کیا اہل بنگال اس قسم کا سوراجیہ حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں۔ اگر ان کی یہی خواہش ہے۔ تو وہ بڑی خوشی سے عدم تعاون کی پیروی کر سکتے ہیں لیکن مجھے یقین ہے۔ کہ وہ ایسا نہیں کرینگے۔ درحقیقت جس نے ترک موالات کو مکمل طور پر سمجھا ہے۔ وہ اسی نتیجہ پر پہنچیگا۔ کہ ترک موالات کے خیمہ میں داخل ہونے کیلئے صرف حقارت کا ٹکٹ درکار ہے۔ مجھے یقین واثق ہے۔ کہ اہالیان بنگال ایسی تحریک میں ہرگز حصہ نہیں لینگے۔ جو حقارت پر مبنی ہو۔

سر عباس علی کے متعلق تصحیح بمبئی ۲۰ نومبر - یہ بیان کہ سر عباس علی بیگ بڑودہ کے نائب دیوان مقرر ہوئے ہیں۔ غلط ہے۔ ان کو مہاراجہ کے پرسنل سٹاف میں مقرر کیا گیا ہے۔ نہ کسی انتظامی عہدہ پر۔ آپ کا ارادہ ہے۔ کہ وہ آیندہ اپریل میں پھر انگلستان چلے جائیں۔

جمعیۃ علمائے ہند کا قول اور فعل۔ وکیل کا خاص نامہ نگار دہلی لکھتا ہے۔ کہ جب جمعیۃ علماء کا جلسہ ختم ہوا۔ تو ایک مولوی صاحب نے اٹھ کر کہا کہ ریزولیوشن تو پاس ہو گئے پہلے کیا ریزولیوشن کم پاس ہو چکے ہیں۔ نتیجہ کیا۔ حلف اٹھاؤ کہ عمل کر کے دکھائینگے۔ اور ہر شخص اپنے اپنے ذمہ کام لے۔ الغرض خدمات پیش ہوئیں۔ اور ہر ایک عالم نے اپنے اپنے ذمہ اپنے مذاق کے مطابق کام لئے اکثر نے مصنوعات ملکی کی اشاعت و ترویج اپنے ذمہ لی۔ جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ یادداشت اور انکھوں والے شاہد ہیں کہ جنہوں نے بدیشی مال کے بائیکاٹ اور سودیشی کی اشاعت کا ذمہ لیا تھا۔ چاندنی چوک میں سے ولایتی مال خرید کر اپنے گھروں کو بطور سوغات لے گئے اور انھوں نے سودیشی کا ذرا بھی لحاظ نہ کیا۔ نیز مسٹر گاندھی کے متعلق کہا کہ اگرچہ دیسی کپڑے پہنے ہوئے تھے مگر ولایت کی بیش قیمت گھڑی اور سواری کے لئے بیش بہا موٹر کار بھی رکھتے تھے۔

اسلامیہ کالج ایک ماہ کیلئے بند پرنسپل اسلامیہ کالج نے کالج ایک ماہ کے لئے بند کر دیا ہے۔ اب کالج ۲ جنوری کو کھلیگا۔

بنارس ہندو یونیورسٹی میں عدم تعاون بنارس یکم دسمبر۔ مسٹر گاندھی کے یہاں آنے پر کوئی اہم واقعہ نہیں ہوا۔ ابھی تک کسی نے کالج نہیں چھوڑا لیکچر باقاعدہ ہوتے ہیں۔ اگر طلباء نے چھوڑا بھی۔ تو ایک ہزار چھ سو میں سے ایک سو سے کم چھوڑینگے۔ کالج کی جماعتوں میں کوئی بے چینی نہیں۔ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ یہ پنڈت مالوی جی کے اثر اور ہندو کالج کے سٹاف اور پرنسپل کی تعلیم میں ترک موالات کی مخالفت کا نتیجہ ہے مسٹر گاندھی آئے۔ لیکن بنارس ہندو یونیورسٹی کو فتح نہ کر سکے۔

سرکاری علیگڈھ یونیورسٹی قائم ہو گئی یکم دسمبر سے سرکاری علیگڈھ یونیورسٹی قائم ہو گئی ہے۔ راجہ محمود آباد اسکے وائس چانسلر مقرر ہوئے ہیں

انبالہ میں رائے دہندگان کا حشر رائے دہندگان کو مقام انبالہ ہے شماری کے راستہ میں بہت بے عزت کیا گیا۔ کسی کی ٹوپی کسی کی پگڑی اچھال دی گئی بعضوں نے کسی کے سر پر جوتیاں ماریں۔ مجمع میں کالج اور سکولوں کے [illegible]

ممالک غیر کی خبریں

شورش آئرلینڈ

مسز میک سوینی کی شہادت لنڈن ۲۵ ؍ نومبر۔ مسٹر میک سوینی کی بیوہ عازم نیویارک ہو گئی ہیں جہاں پہنچ کر وہ آئرلینڈ کے حوادث کے متعلق ایک تحقیقاتی کمیشن کے روبرو شہادت دیگی۔

تحقیقاتی کمیشن لنڈن ۲۶ ؍ نومبر۔ حزب العمال نے اعلان کیا ہے کہ آئرلینڈ میں انتقامات کی تحقیقات کے لئے ایک کمیشن ۳۰ ؍ نومبر کو عازم آئرلینڈ ہوگا۔ اور دو ہفتہ وہاں ٹھہریگا۔

لورپول اور بائل میں عظیم آتشزدگی لنڈن ۲۸ ؍ نومبر۔ شب گذشتہ کو لورپول اور بائل میں روئی کے پندرہ کارخانوں میں آگ لگا دیگئی۔ لورپول کے دو کارخانے تباہ کر دیئے گئے۔ پانچ شخص گرفتار ہوئے یقین ہے کہ یہ سن فینروں کا فعل ہے۔ پولیس ہینوں پر گولی چلی۔ کوئی نقصان نہیں ہوا۔

سن فینروں کا حملہ لنڈن ۲۸ ؍ اکتوبر۔ خبر ہے کہ لورپول کے فسادات انگلستان پر سن فینروں کے حملہ کی تمہید ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے شہر بھی جلا دیئے گئے۔ نقصان کا اندازہ کئی ہزار پونڈ کیا جاتا ہے۔

مزید آتشزدگی لنڈن ۲۸ ؍ نومبر۔ لورپول اور بائل میں اٹھارہ کارخانے جلائے گئے اسمیں شک نہیں کہ اس کے متعلق پہلے سے تجویز کی گئی تھی۔ اور یہ کام اعلےٰ پیمانہ پر تھا۔

پچاس ہزار پونڈ کا نقصان لنڈن ۲۷ ؍ نومبر۔ چند ڈھاکوں کے بعد کارک میں ایک بزاز کی دکان کو آگ لگا دی گئی۔ "بلیک اینڈ ٹین" سپاہیوں نے پستول سے ڈرا کر آگ بجھانے والے عملہ کو پاس نہ پھٹکنے دیا۔ نقصان کا اندازہ ۵۰ ہزار پونڈ ہے۔

ڈبلن میں پریشانی ۲۸ ؍ نومبر۔ سن فین لیڈروں کی گرفتاری سے ڈبلن میں پریشانی پھیلی ہوئی ہے۔ مسٹر گرفتھ کی گرفتاری نہایت اہم سمجھی جاتی ہے۔ مسٹر گرفتھ جولائی میں جب پیرس گئے تھے۔ تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے جرمنی سے مدد قبول کی۔ اور جب تک برطانیہ کے ماتحت ہیں۔ ہر شخص سے مدد قبول کرینگے۔ جو دستاویز برآمد ہوئی ہیں۔ ان سے پایا گیا کہ جمہوریہ آئرلینڈ کی فوج اور پارلیمنٹ آئرلینڈ کے درمیان جس کا صدر مسٹر گرفتھ ہے۔ بہت کچھ گہرا تعلق ہے۔

عراق عرب

عراق عرب کی حالت لنڈن ۲۶ ؍ نومبر۔ عراق عرب کا اعلان مظہر ہے کہ نشیبی فرات میں ذی اثر شیوخ کی کثیر تعداد پسپا ہو گئی ہے۔ اور تعزیری کارروائی کے خوف سے سماوا اور رومانہ کے قبائل صلح کے خواہاں ہو گئے ہیں۔ علاقہ شامیہ کے باغی بھی ہتھیار ڈال رہے ہیں۔ بالائی دجلہ پر قبیلوں کو الٹی میٹم دیدیا گیا ہے کہ اگر ۲۷ ؍ نومبر تک انہوں نے اسلحہ واپس نہ کر دیئے تو انہیں سخت سزا دی جائے گی۔

متفرق خبریں

اریوان میں داخلہ قسطنطنیہ ۲۵ ؍ نومبر۔ ایک ترکی ذریعہ سے خبر آئی ہے کہ مصطفےٰ کمال پاشا کی فوج اریوان میں داخل ہو گئی ہے۔

جمعیۃ الاقوام میں ہندوستان کی درخواست نامنظور لنڈن ۲۵ ؍ نومبر۔ جینوا کی خبر ہے کہ اصلاحی نظام کی کمشن نے ہندوستان کی درخواست رد کر دی ہے کہ عمال کے نظام اور ہدایت کے دفتر میں اس کا بھی کوئی نمائندہ لیا جائے۔

مسٹر گاندھی کے متعلق حکومت ہند سے اطلاع لنڈن ۲۵ ؍ نومبر۔ سر الیگزنڈر ایڈورڈ کے جواب میں مسٹر مانٹیگو نے بیان کیا کہ اس نے حکومت ہند کو تار بھیجا ہے۔ کہ وہ رہتک کے ۸ ؍ اکتوبر والے جلسہ کی پوری پوری اطلاع دے۔ جس کے متعلق خبر ہے کہ مسٹر گاندھی نے وہ الفاظ کہے ہیں۔ جن کی بناء پر صوفی اقبال اور مولوی لقاء اللہ کو سزا دیگئی ہے۔ اور کہ اس نے گورنمنٹ کو اپنی گرفتاری کے لئے چیلنج دیا ہے۔

برطانیہ کے خلاف عالمگیر سازش لنڈن ۲۵ ؍ نومبر۔ وزیر اعظم آسٹریلیا کو خدمات جنگ کے صلہ میں ۲۵ ہزار پونڈ کا چک ایک جلسہ میں پیش کیا گیا۔ جواب میں وزیر اعظم نے کہا کہ اس وقت سلطنت کو عالمگیر سازش کا سامنا ہے۔ جس کا کھلم کھلا مقابلہ ہونا چاہیئے۔

ترکان احرار کی آمد منگولیا میں کالمپانگ ۲۷ ؍ نومبر۔ تبتی جو حال میں یہاں پہنچے ہیں۔ ان کی رپورٹ ہے۔ کہ اہل منگولیا کے درمیان قوم پسند ترک بھی دیکھے جا رہے ہیں۔ اور کہ اہل منگولیا ان کے ساتھ بھائی چارہ کر رہے ہیں۔

لارڈ ہارڈنگ کا ورود پیرس میں لنڈن ۲۸ ؍ نومبر۔ لارڈ ہارڈنگ برطانوی سفیر متعینہ فرانس پیرس پہنچ گئے ہیں۔

یونان اور برطانیہ لنڈن ۲۸ ؍ نومبر۔ ایم۔ لیگوس اور مسٹر لائڈ جارج کے درمیان مزید گفت و شنید سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یونان کی صورت معاملات کے متعلق برطانی اور فرانسیسی نقطہ نگاہ میں معقول ہم آہنگی پیدا ہو رہی ہے۔ غالباً قسطنطین کو پھر تخت یونان پر متمکن ہونے کی اجازت دیدی جائے۔ بشرطیکہ جو منوفیس جماعت کے سرکردہ اشخاص کا اختیار و اقتدار توڑ دیا جائے۔ اور وہ سرکاری عہدوں سے سبکدوش کر دیئے جائیں۔ برطانیہ کی مجوزہ شرائط جن کے ماتحت یونان کو معاہدہ سیورز کے فوائد سے مستفید ہونے کا موقع دیا جا سکتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو سمرنا جیسے علاقے جو یونان کے سپرد کئے گئے تھے۔ یا تو ترکی کو واپس دیدیئے جائینگے یا بین الاقوامی بنا دیئے جائینگے۔

یونانی فوج کی حالت ایتھنز ۲۹ ؍ نومبر۔ ایک نیم سرکاری بیان مظہر ہے کہ یونانی فوج کے بگڑنے کی اطلاع غلط ہے۔ فوجوں کی اخلاقی حالت عمدہ ہے۔ اور یونان کا عزم معاہدہ صلح سیورس کی تعمیل و تکمیل پر مصمم ہے۔

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کے لئے شائع ہوا)